السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا نمازجنازہ کے بعد کھڑے ہوکریا بیٹھ کردعا کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے ہمارے علاقے میں بریلوی حضرات نمازجنازہ کے بعد بیٹھ کر دعا مانگتے ہیں اوراس پر دلیل یہ دیتے ہیں کہ سنن ابوداؤد میں حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اذا صلیتم علی المیت فاخلصوالہ الدعا) جب تم میت پر نمازجنازہ پڑھ چکو تواس کیلیئے خالص دعا کرو'' اور مفتی احمدیارخان نے جاء الحق ۲۷٤ پر لکھا ہے کہ ف سے معلوم ہوتا ہے کہ فوراً دعا کی جائے اوراس میں صلیتم شرط ہے اورفاخلصوا جزا ہے اور شرط اورجزا میں تغایر چاہیئے نہ کہ جزاء شرط میں داخل ہو۔ پھر صلیتم ماضی ہے اورفاخلصوا امر ہے ۔ لہٰذا نمازپڑھ چکنے کے بعد ہی دعا ہوگی ۔ اس کی وضاحت بالتفصیل فرمائیں ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نمازجنازہ اداکرنے کاجوطریقہ کتب احادیث میں وارد ہے اس میں میت کیلیئے دعا کرنے کے دو مواقع کا ذکر ہے ایک دعا نمازجنازہ کے اندراوردوسری دعا قبر میں میت کو دفن کرنے کے بعد ۔ نمازجنازہ کے بعد وہیں بیٹھ کریا کھڑے ہوکر دعا کرنے کا جورواج بریلویوں یا دیوبندیوں میں پایا جاتا ہے ہے اس کا ثبوت نہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اورنہ ہی صحابہ کرام اورتابعین عظام سے ہے ۔ قرآن مجید سے اشارۃ میت کیلیئے دعا کے دو مواقع معلوم ہوتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کا نمازجنازہ اداکیا اوراسکے بعد اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ :

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰٓ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِۦٓ...۸٤ ...التوبة

''اے پیغمبر ان میں سے کوئی مرجائے تواس کی نمازجنازہ کبھی ادانہ کرنا اورنہ ان کی قبر پر کھڑے ہونا''

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ خیر القرون میں نمازجنازہ اداکرنے اوردفن کرنے کے بعد قرب پر دعا کرنے کا طریقہ ضرور موجود تھا اوران سے اللہ تعالیٰ نے منافقین کے حق میں آیت کے اندر صریحاً ممانعت کردی ۔

اگرکسی تیسری دعا کا وجود ہوتا تواللہ تعالیٰ اسے ضروروروک دیتا نمازجنازہ کے بعد دعا کرنے سے توفقہائے احناف نے بھی منع کیا ہے ۔ جیسا کہ (۱) کشف الرمز علی الکنز ۱۳۱ پر سید الحموی رقم طراز ہیں :

"لایقوم بالدعاء بعد صلوۃ الجنازۃ لأنہ یشبہ الزیادۃ فی صلوۃ الجنازۃ"

''نمازجنازہ کے بعد دُعا کوقائم نہ کرواس لئے کہ یہ نمازجنازمیں زیادتی کے مشابہ ہے''

۲۲) حاشیہ جواہر النفیس ص،، پر مرقوم ہے :

"لایدعوا بعد التسلیم أی ولایقوم الإمام بالدعاء بعد صلوۃ الجنازۃ وعلیہ الفتوی کذافی مجموعۃ الفتاوی "

''سلام کے بعد دعا نہ مانگنے یعنی امام نمازجنازہ کے بعد دعا کا قیام عمل میں نہ لائے ۔ علمائے احناف کا اس پر فتویٰ ہے جیسا کہ مجموعۃ الفتاوی میں موجود ہے''۔

مندرجہ بالاحوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ حنفی علماء بھی اس دعا کونا جائزاور مکروہ سمجھتے تھے ۔ سوال میں مذکورحدیث کا جوترجمہ پیش کیا گیا ۔ ساری خرابی اسی ترجمہ میں ہے ۔

اس حدیث کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ :

جب تم نمازجنازہ پڑھو تواس کیلیئے خالص دعا کرو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نہ کہ جب تم نمازجنازہ پڑھ ولو تواسکے لئے خالص دعا کرو ۔ یہ ترجمہ توحدیث کی روح کے خلاف ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ تعلیم دینا چاہتے ہیں کہ جب میت پر نمازجنازہ اداکی جائے تونہایت ہی اخلاص کے ساتھ میت کیلیئے دعا مانگنی چاہیئے ۔ یہ مطلب ہرگزنہیں کہ جنازہ توبغیر اخلاص کے ساتھ پڑھ لواور بعد میں اخلاص کے ساتھ دعا کرلو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے یہ اخلاص ثابت کیا ہے ۔ جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک جنازہ پررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا : (اللھم اغفرلہ وارحمہ) الخ۔ اس رقت آمیزلہجہ میں کی کہ پیچھے کھڑے ہونے والے صحابہ کرام میں سے حضرت عوف بن مالک کہتے کہ فتمنیت ان اکون ھذاالمیت میں نے تمنا کی کہ یہ میری میت ہوتی اوراللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس پر یہ دعا کرتے ۔

اسی طرح ایک صحابی سے نمازجنازہ اداکرنے کا جوطریقہ کتاب الام ۲۳۹/۱، السنن الکبریٰ ۴/۱۳۹، المنتقی لابن جارود ۲۶۵ میں موجود ہے، اس میں یہ بھی ہے کہ :

نمازجنازہ کامسنون طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیرکہے پھر پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھے پھر (دوسری تکبیر کے بعد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر (تیسری تکبیر کے بعد) ویخلص الدعا للجناۃ جنازہ کیلیئے خالص دعا کرے پھر آہستہ سلام پھی ردے ۔

اس حدیث میں وتخلص الدعاللجنازۃ سے واضح ہوتا ہے کہ یہ دعا نماز جنازہ کے اندر رہے نہ کہ فوراً وہاں بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر دعا مانگی جائے اور نہ محدثین نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے ان میں سے امام ابن ماجہ نے اس حدیث پر یوں باب باندھا ہے کہ :

باب ماجاء فی الدعافی صلوۃ الجنازۃ (سنن ابن ماجہ ۴۸۰/۱)

اسی طرح امام بیہقی نے بھی السنن الکبری ۴/۲ پر یوں ہی تبویب کی ہے ۔

مفتی احمد یار خان نے جاء الحق ف اور شرط وجزا کے متعلق جو تحریر کیا ہے وہ سراسر باطل ہے کیونکہ ف میں جس طرح تاخیر وتعقیب زمانی ہوتی ہے ایسے ہی مرتبی بھی ہوتی ہے اور شرط وجزا میں جو تغایر کا ذکر ہے وہ مسلم ہے مگر یہ تغایر مختلف مقامات پر مختلف ہوتا ہے ۔ کبھی یہ تغایر دو الگ الگ ذاتوں کا ہوتا ہے جیسا کہ (اذا طعمتم فانشروا) میں کھانا ایک الگ حقیقت ہے اور انتشار ایک الگ حقیقت ہے ۔ کبھی یہ تغایر اطلاق وتقیید کا ہوتا ہے جیسا کہ اذا سئالتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب میں پہلا سوال جو جملہ شریطہ میں مذکور ہے ، مطلق اور جزاء میں جو سوال ہے وہ وراء حجاب سے مقید ہے ۔ کبھی یہ تغایر جزو کل کا ہوتا ہے جیسا : (واذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ) میں قرأت قرآن کل ہے اعوذ باللہ اسمیں کل کا جزو ہے ۔ ایسے ہی اذا صلیتم علی المیت فاخلصوالہ الدعا میں نماز جنازہ ادا کرنا کل ہے اور دعا اس کل کا جزو ہے جو نماز جنازہ کے اندر ہی ہو سکتی ہے ۔ اس مسئلہ کی تفہیم کیلیئے درج ذیل امثلہ پر غور کریں ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (واذا قرء القران فاستمعوالہ وانتصوا) اور جب قرآن مجید پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور چپ ہو جائے ۔ اس آیت میں (قرء) فعل ماضی ہے اور شرط ہے (فاستمعوا) امر ہے ۔ اور یہ جزا ہے اس پر ف بھی داخل ہے تو مفتی صاحب کے مفروضہ کے مطابق اس کا ترجمہ یوں ہو گا کہ جب قرآن مجید پڑھ لیا جائے تو تم غور سے سنو اور چپ رہو یعنی تلاوت پہلے ہو جائے اور سنا اسے بعد میں جائے ۔ اسی طرح (واذا قرت القران فاستعذ باللہ من الشیطین الرجیم) (میں مذکورہ بالا تمام باتیں موجود ہیں) اس کا ترجمہ یوں مناسب ہو گا : ''جب تم قرآن مجید پڑھ لو تو (اعوذ باللہ من الشیطین الرجیم) پڑھو ۔ یعنی قرأت قرآن پہلے اور اعوذ باللہ بعد میں پڑھی جائے ۔ اسی طرح ایک حدیث میں یوں آتا ہے کہ : (واذا لبستم فابدا وابمیا منکم) جب تم لباس پہنو تو دائیں جانب سے شروع کرو اس قسم کی قرآن مجید میں اور احادیث میں بے شمار امثلہ موجود ہیں جن سے یہ بات بخوبی سمجھی جا سکتی ہے ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ج1

محدث فتویٰ